روح اقبال میں متنی ترامیم اور اضافے

ڈاکٹر یاسمین

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ایک عظیم مفکر اور باکمال شاعر تھے۔ ان کا مطالعہ بہت وسیع اور عمیق تھا۔ تخیل کی بلندی کے ساتھ ساتھ فلسفہ اور الٰہیات کے قدیم اور جدید اصولوں سے پوری طرح واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری آج تک فہم کے نئے در وا کرتی ہے۔ ان کی شاعری کی تفہیم اور ان کے تفکر کی شناخت کے لئے اقبال شناسی کی تحریک میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان کی تصنیف روح اقبال بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے لیکن یہ اتنی مربوط اور مکمل ہے کہ اقبال کے فکر اور شاعری کے تقریباً تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔

جب بھی کوئی ادیب یا شاعر کوئی تخلیق پیش کرتا ہے تو داد و تحسین کے ساتھ ساتھ اس کی اس کاوش پر تنقید بھی کی جاتی ہے۔ اس تخلیق میں اچھائیوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس میں کمیوں کوتاہیوں کی نشاندہی بھی معاصر ادیبوں کے لیے کسی فرض منصبی سے کم نہیں ہوتا۔ اسی تناظر میں کچھ ناقدین نے تو روح اقبال کے مقام و مرتبہ کی دل کھول کر داد دی جیسے کہ رضی الدین صدیقی روح اقبال کے طبع اول کے مقدمہ میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> یہ کتاب اقبال کے تمام اساسی خیالات پر حاوی ہے اور اس طرح حقیقی معنوں میں اس کے کلام کا نچوڑ ہے۔[۱]

اسی طرح صباح الدین عبدالرحمٰن نے اقرار کیا کہ ''غالب کو سمجھانے میں اولیت کا جو درجہ حالی کی یادگار غالب کو ہے وہی اقبال کو سمجھانے میں روح اقبال کا ہے۔''[۲]

شورش کاشمیری نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ''اس سے بہتر کتاب تو پاکستان میں بھی نہیں لکھی گئی۔''[۳]

بقول آل احمد سرور اس کتاب میں اقبال کے تمام بڑے موضوعات فکر کی توضیح نہایت سلجھے ہوئے انداز میں ملتی ہے۔[۴]

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے سب سے جامع انداز میں اسے علامہ اقبال کے کلام کی درست تفہیم کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے اپنے خیالات کا یوں اظہار کیا ہے:

ڈاکٹر یوسف حسین کی روح اقبال اور مولانا عبدالسلام ندوی کی ''اقبال کامل'' ان دونوں کتابوں کو ملا کر پڑھیں تو اقبال کے کلام اور اس کی تعلیم کا کوئی پہلو ایسا دکھائی نہیں دیتا جو محتاج تشریح اور تشنہ تنقید رہ گیا ہو۔[۵]

ایک پی ایچ ڈی سکالر عالیہ خاں نے اپنے مقالہ ''ڈاکٹر یوسف حسین خاں: ادیب و نقاد، ایک جائزہ'' میں ڈاکٹر صاحب کے انداز بیان کو تاثراتی تنقید قرار دیتے ہوئے کہا کہ یوسف حسین خاں کی تنقید کو ہم تاثراتی یا تجزیاتی تنقید کہہ سکتے ہیں اور انہیں یہ امتیاز حاصل ہے۔[۶]

لیکن کچھ ایسے ناقدین بھی ہیں جو نہایت باریک بینی سے اقبال کے کلام کے حوالے سے اس کام کو تنقید کی کڑی کسوٹی پر بھی پرکھتے ہیں اور جس طرح حالی کی یادگار غالب کو مدلل مداحی قرار دیا گیا اسی طرح روح اقبال کو بھی یک طرفہ تبصرہ قرار دیا گیا تاہم اس کے باوجود ناقدین تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔

اس سلسلے میں پروفیسر احتشام حسین اپنے اعتراضات کے باوجود اس کتاب کی عظمت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:

یہ محدود یک طرفہ تبصرہ ہونے کے باوجود اب تک اقبال پر سب سے اچھی کتاب ہے۔[۷]

مندرجہ بالا ناقدین کی آراء کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ روح اقبال علامہ اقبال کے کلام کی تفہیم کے حوالے سے سب سے پہلے منظر عام پر آنے والی کتاب ہے۔ جو اقبال کے فکر و خیال کی بہترین تفسیر ثابت ہوئی اور ہر کسی نے اس کا اعتراف کیا۔ یوسف حسین خاں کو علامہ اقبال کی قربت کا شرف بھی حاصل رہا لیکن ضروری نہیں کہ جو کسی کے قریب ہو وہ محض مداح ہی ہو بلکہ وہ بہترین مفسر بھی ہو سکتا ہے۔ روح اقبال کے مولف ڈاکٹر یوسف حسین خاں چوں کہ اقبال سے قریب رہے اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ روح اقبال تفہیم اقبال کے لئے بہترین کتاب ہے اور اس کو بہتر سے بہترین بنانے کے لیے ڈاکٹر صاحب نے ہر آنے والے ایڈیشن میں سوچ اور فکر کے دھاروں کو زیادہ وسعت سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی روح اقبال ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی بہترین کتاب ہے جو اقبال فہمی میں بنیادی معاون ثابت ہوگی۔ ہر دور میں اس کی اہمیت مسلمہ ہے کیونکہ اس میں بہت سے خوبیاں ہیں جن کو آل احمد سرور نے ان الفاظ میں سراہا ہے:

بحیثیت مجموعی اس کتاب میں نہایت سنجیدگی اور قابلیت سے تنقید کی گئی ہے۔ انداز بیاں واضح اور دلکش ہے، جا بجا ضمنی مباحث پر بڑے مفید نوٹ اور حاشیے ہیں مثلاً ادب برائے ادب، اشاریت یا رمزیت کے متعلق اس کتاب کے مطالعے سے یہ خیال اور بھی پختہ ہوتا ہے کہ اقبال اپنے زمانے کی سطح سے کتنے بلند تھے۔[۸]

ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے حق تالیف نہایت احسن طریقے سے نبھایا ہے انہوں نے کلام اقبال کی بہترین توضیح کے لیے ہر آنے والے ایڈیشن میں نہایت جاں فشانی اور دیدہ ریزی سے فکر اقبال کی روح کو دریافت کیا اور اسے اضافوں اور ترامیم کی صورت میں زیادہ خوب صورتی اور نکھار سے پیش کیا۔ تحقیق کے میدان میں ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی اس کاوش کو ہمیشہ خراج تحسین پیش کیا گیا ہے لیکن وقتاً فوقتاً کیے گئے اضافے اور ترامیم بھی فکر اقبال کی تفہیم میں انمول موتیوں کی طرح ہیں۔ اس تحقیقی مضمون میں ڈاکٹر صاحب کے بہتر سے بہترین کے اس سفر پر روشنی ڈالی جائے گی۔

روح اقبال کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۲ء میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ اب تک اس کے سات ایڈیشن سامنے آ چکے ہیں، جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں دی جائے گی۔ ذیل میں اس کے مندرجات کی فہرست دی جا رہی ہے جن سے اس کے موضوعات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے:

نذرانہ عقیدت

دیباچہ

باب اول: اقبال اور فن

اقبال کی شخصیت، فن اور زندگی، خلوص اور شعر، شاعر اور عالم فطرت، جذبہ عشق اور تسخیر فطرت، عشق اور عقل، اقبال کا شاعرانہ مسلک، رومانی فن، تخیلی پیکر، فنی تجزیہ، اقبال کی غزل، ترکیبوں کی جدت

باب دوم: اقبال کا فلسفہ تمدن

خودی، مقاصد آفرینی، عمل اور اخلاق، قصہ آدم، انسانی فضیلت، اجتماعی خودی، تاریخی استقرا، انسان کامل، حیات اجتماعی، مملکت اور تمدن، نظام معیشت، نظام معاشری

باب سوم: اقبال کا فلسفہ مذہب

حیرت خانہ عالم، خودی اور خدا، توحید، تقدیر اور زمانہ مسئلہ جبر و قدر، معراج نبوی، خودی، عشق اور موت

یہ فہرست مضامین ساتویں ایڈیشن (صدی ایڈیشن کے مطابق) ہے۔ کیونکہ صدی ایڈیشن اس کتاب کے تمام ایڈیشنوں کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ پہلے ایڈیشن سے لے کر ساتویں ایڈیشن تک ڈاکٹر یوسف حسین خان نے روح اقبال میں کہیں کم اور کہیں زیادہ اضافے کیے ہیں اور یہ تو ایک ادیب کی سرشت میں ہوتا ہی ہے کہ جب بھی وہ اپنے کلام یا کام پر نظر ثانی کرتا ہے تو اس کی مزید تراش خراش کرتے ہوئے اس میں حسب منشاء ترامیم و اضافے بھی کرتا رہتا ہے۔

روح اقبال کے ایڈیشن

روح اقبال ڈاکٹر یوسف حسین خاں کی تصنیف ہے جس میں علامہ اقبال کی شاعری کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے اس کتاب کے اب تک سات ایڈیشن شائع ہوئے جن کی مختصر تفصیل ڈاکٹر یوسف حسین خاں کے الفاظ میں یوں ہے:

روح اقبال کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۲ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۴ء میں حیدرآباد میں شائع ہوا تھا۔ تیسرا ایڈیشن ۱۹۵۲ء میں چوتھا ایڈیشن ۱۹۵۶ء میں، پانچواں ایڈیشن ۱۹۶۲ء میں اور چھٹا ایڈیشن ۱۹۶۶ء میں مکتبہ جامع دہلی نے شائع کیا۔ اب ساتواں ایڈیشن غالب اکیڈمی، نظام الدین، دہلی کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔[9]

مذکورہ بالا اقتباس جو ڈاکٹر یوسف حسین خان کے صدی ایڈیشن (ساتواں ایڈیشن) کے دیباچے سے لیا گیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے پہلے دو ایڈیشن حیدرآباد سے شائع ہوئے، تیسرا، چوتھا، پانچواں اور چھٹا ایڈیشن مکتبہ جامع دہلی سے چھپا اور ساتواں ایڈیشن ۲۵ مارچ ۱۹۷۶ء میں غالب اکیڈمی دہلی سے شائع ہوا۔ اتنی لمبی تمہید کا مقصد یہ بتانا تھا کہ روح اقبال کے تمام اصل مسودے انڈیا میں زیور طباعت سے آراستہ ہوئے۔ پاکستان سے جو ایڈیشن چھپے وہ ہو بہو ان کی نقل ہیں۔ اب یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کیا تمام ایڈیشن پاکستان سے بھی شائع ہوئے یا کسی ایک کو بنیاد بنا کر اسے مختلف اوقات میں شائع کیا گیا۔

ساتویں ایڈیشن کے مطالعہ سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یوسف حسین خاں نے اپنی تصنیف روح اقبال کے پہلے ایڈیشن میں فارسی اشعار زیادہ درج کیے ہیں۔ دوسرے ایڈیشن میں کتاب کو اردو اشعار سے مزین کیا گیا ہے البتہ کہیں کہیں فارسی اشعار بھی درج ہیں۔ تیسرے ایڈیشن میں نئے نئے خیالات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چوتھے ایڈیشن میں لفظی تبدیلیاں کی گئی ہیں اور کہیں کہیں عبارت میں اضافہ کیا گیا ہے۔ پانچویں ایڈیشن میں لفظی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ جو کچھ غلطیاں رہ گئی تھیں ان کی اصلاح بھی کی گئی ہے۔ چھٹے ایڈیشن میں نظر ثانی کرتے ہوئے بعض جگہ معمولی لفظی تبدیلیاں کی گئی اور ساتویں ایڈیشن میں جو اقبال کی صد سالہ تقریب کے حوالے سے شائع کیا گیا اس میں کوشش کی گئی کہ کتاب کو زیادہ سے زیادہ بہتر سے بہترین انداز میں پیش کیا جائے چناں چہ اس حوالے سے زیادہ اضافے کیے گئے، کچھ کلام حذف کیا گیا اور کچھ عبارتوں میں ترامیم بھی کی گئی۔ اس تحقیقی مضمون میں روح اقبال کے دستیاب ایڈیشنوں کا موازنہ کر کے ترامیم اور اضافوں کے ساتھ ساتھ لفظی تبدیلیوں اور حذف عبارتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

روح اقبال میں ترامیم اور اضافوں کے حوالے سے میں نے جو ایڈیشن سامنے رکھے ہیں ان کی تعداد بظاہر پانچ ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) ۱۹۴۴ء میں شائع ہونے والا روح اقبال کا دوسرا ایڈیشن

(۲) ۱۹۶۲ء میں دہلی سے شائع ہونے والا روح اقبال کا پانچواں ایڈیشن

(۳) ۱۹۶۹ء میں پاکستان سے شائع ہونے والا روح اقبال کا پانچواں ایڈیشن

(۴) ۱۹۷۶ء میں دہلی سے شائع ہونے والا روح اقبال کا ساتواں ایڈیشن (صدی ایڈیشن)

(۵) ۱۹۹۶ء میں پاکستان شائع ہونے والا روح اقبال چھٹا ایڈیشن

چونکہ پاکستان میں شائع ہونے والے پانچویں ایڈیشن کی کوئی کاپی دستیاب نہیں ہوئی اس لیے یہاں چار ایڈیشنز کا جائزہ لیا جائے گا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ ۱۹۴۴ء کا روح اقبال کا دوسرا ایڈیشن، ڈاکٹر یوسف حسین خاں، طبع دوم، ادارہ اشاعت اردو، دکن۔

۲۔ ۱۹۶۲ء کا روح اقبال کا پانچواں ایڈیشن، ڈاکٹر یوسف حسین خاں، مطبوعہ مکتبہ جامع دہلی۔

۳۔ ۱۹۷۶ کا روح اقبال کا ساتواں ایڈیشن (ترامیم و اضافے کے بعد) صدی ایڈیشن از ڈاکٹر یوسف حسین خاں، غالب اکیڈمی، نئی دہلی۔

۴۔ ۱۹۹۶ء کا روح اقبال کا پاکستان سے شائع ہونے والا پانچواں ایڈیشن، ڈاکٹر یوسف حسین خاں القمر انٹر پرائز زغزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔

اس طرح میں اس تحقیقی مضمون میں جن ایڈیشنز کو بنیاد بنایا گیا ہے وہ چار ہیں۔اس حوالے سے ۱۹۹۶ء میں پاکستان سے شائع ہونے والے چھٹے ایڈیشن کو بنیاد بنا کر اس کا موازنہ روح اقبال کے ہندوستان سے شائع ہونے والے طبع دوم ۱۹۴۴ء، طبع پنجم ۱۹۶۲ء اور طبع ہفتم (صدی ایڈیشن) کے ساتھ کیا جائے گا۔

روح اقبال ایڈیشن دوم ۱۹۴۴ء اور ایڈیشن ۱۹۹۶ء کا موازنہ

ان دونوں کے درمیان ۱۹۷۶ء کا ایڈیشن بھی آتا ہے لیکن اس میں ان دونوں کی ترقی یافتہ صورت ہے اس لیے پہلے ان دونوں کا موازنہ و تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔اس میں پاکستان میں شائع ہونے والے ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن کو بنیاد بنا کر اضافے، ترا قیم اور حذف کلام کی نشاندہی کی جائے گی۔

* ۱۹۴۴ء میں شائع ہونے والے ایڈیشن میں ڈاکٹر رضی الدین کا مقدمہ بھی شامل ہے جو پہلے ایڈیشن کے حوالے سے لکھا گیا تھا اور پھر اسے ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے طبع دوم کے ساتھ بھی شائع کر دیا۔ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں یہ مقدمہ نہیں ہے بلکہ دیباچہ میں طبع اول تا ششم تبصرہ ہے جو ڈاکٹر یوسف حسین نے کیا ہے۔

* فہرست میں دیکھیں تو "اقبال اور آرٹ" کے ذیلی عنوانات میں "عقل اور عشق" بھی شامل ہے جو ۱۹۴۴ء کے ایڈیشن میں شامل نہیں ہوا۔

اضافے:

وہ اضافے جو ۱۹۴۴ء کے ایڈیشن میں شامل نہیں تھے لیکن ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں شامل ہیں حسب ذیل ہیں۔

* ''ایک اور جگہ اپنے آپ کو نسیم سحر سے اور.................دل میں مخفی ہوتے ہیں۔'' تا

عروس لالہ ! مناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ میں نسیم سحر کے سوا کچھ اور نہیں

(ص ۲۹)

* ''غالب نے اسی کو دل گداختہ سے تعبیر کیا ہے اس کا شعر ہے۔'' تا

حسن فروغ شمع سخن دور ہے اسد
پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی

(اضافہ حواشی ص ۳۱)

* ''شاعر فطرت کے مقابلے میں خودی کو.................فطرت پر طاری کردے۔''

(ص ۴۴-۴۵)

* ''حافظ کی شاعری میں بھی اگر تلاش کیا جائے تو حرکی (ڈائی نیمک) عنصر.................''

(اضافہ حواشی ص ۴۷)

* ''دوسری جگہ اسی خیال کو اسطرح ادا کیا ہے.................خدا کا شریک ہے۔'' تا

جہاں او آفرید، ایں خوب تر ساخت
مگر باایزد انباز است آدم

(اضافہ ص ۵۰)

* ''عشق کی تاثیر کا ان اشعار میں ظاہر کیا ہے۔'' تا

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیروبم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دمبدم
آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحر گاہی کا نم

تا

نہ محتاج سلطان نہ مرغوب سلطان
محبت ہے آزادی و بے نیازی

(اضافہ ص ۵۷)

* ''اقبال کو اپنے ہم مشربوں سے شکایت ہے.................'' تا اشعار۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دین بت کدہ تصورات

(اضافہ ص ۶۱)

* ''مولانا روم فرماتے ہیں'' تا

لا اُبالی عشق باشد نے خرد
عقل آں جوید کزاں سودے بُرد

(اضافہ حواشی ص ۶۲)

* ''اس کے ساتھ ساتھ وہ خبردار کرتا ہے کہ............ پوری طرح بھروسا کیا جاسکتا ہے'' تا اشعار

نشان راہ ز عقل ہزار حیلہ پرس
بیا کہ عشق کمالے ز یک فنی دارد

(اضافہ متن ص ۶۵)

* ''دوسری جگہ اسی مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے.................نظر آتی ہے۔'' تا ۱۳ اشعار

خیز و نقش عالم دیگر بنہ
عشق را با زیرکی آمیز دہ

(اضافہ متن ص ۶۷)

* ''مغربی رمز نگاروں کے یہاں جذبے اور احساس ذات.................'' تا ۵ فارسی اشعار۔

(اضافہ متن ص ۷۲،۷۳)

* ''اسی فنی اصول کے ماننے والے.................کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے۔''

(اضافہ متن ص ۷۶)

* ''رومانیت کے ادبی مسلک کا ماننے والا ....اس میں لفظی بازی گری کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔''

(اضافہ ص ۷۷،۷۸)

* ''رومانیت پسند آرٹسٹ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے............ بے اعتدالی سے بچنا ممکن نہیں۔''

(اضافہ متن ص۸۲،۸۴)

* ''جب انقلاب آئین دہر ہے تو ممکن ہے کہ ہماری قسمت جاگے..........'' تا آخری اشعار۔

مرے قافلے میں لُٹا دے اسے
لٹادے ! ٹھکانے لگا دے اسے

(اضافہ متن ص۱۰۹۔۱۱۰)

* ''اقبال نے جس زمانے میں مثنوی اسرار خودی لکھی..............تاثیر بے پناہ ہے'' تا خاتمہ (فارسی اشعار)۔

(اضافہ متن ص۱۱۶۔۱۱۷)

* ''فارسی اور اردو شاعروں..............دونوں پر چسپاں ہوتا ہے'' تا

خیال او چہ پری خانہ بنا کردہ است
شباب غش کند از لذت لب بامش

(اضافہ متن ص۱۲۰)

* ''ایمائی طور پر شاعر اپنے..............اس شعر میں اظہار کیا ہے'' تا

میری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ وہ بھی ہے حرام اے ساقی

(اضافہ متن ص۱۲۲)

* ''اس توسط سے وہ زندگی کی نہایت سادگی..............شعر تخلیقی محرک۔''

(اضافہ متن ص۱۳۵)

* ''اسی لئے وہ اسے فقر و بے نیازی سے وابستہ رکھتا ہے۔''

(اضافہ متن ص۱۳۵)

* ''ایک جگہ " چیونٹی اور عقاب " کے عنوان سے دو شعر لکھے .... اپنی نظم شاہین میں اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔ تا اشعار''

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

(اضافہ متن ص۱۳۶۔۱۳۷)

* ''ترکیبوں کی جدت میں ترکیب 'سرخی' کا اضافہ

(اضافہ متن ص۱۳۹)

* ''انسانی خودی مثل ایک سمندر کے ہے جس کا اور چھور نہیں ہے۔ اس کی وسعتیں اتنی ہی ہیں جتنی خود انسان کی ہمت۔ اس خیال کو اس شعر میں پیش کیا ہے۔'' تا

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تو آب جو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

(اضافہ متن ص ۱۴۳)

* ''ذات یا خودی، انفرادیت سے علیحدہ ہے۔''

(اضافہ متن ص ۱۴۴)

* ''انفرادیت نباتاتی اور حیوانی عالم میں ملتی ہے................ پوری شخصیت پر حاوی ہوتا ہے۔''

(اضافہ ص ۱۴۵۔۱۴۷)

* ''افلاطون، ارسطو اور رواقی مفکروں................ بے عملی کا خود شکار ہو گئی۔''

(اضافہ متن ص ۱۵۸۔۱۶۰)

* ''انسانی زندگی کو سمجھنے کے لیے ضروری................'' تا شعر

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
بری ہے مستی اندیشہ ہائے افلاکی

(اضافہ متن ص ۱۶۱۔۱۶۲)

* ''تصوف کے خیالات جو شاعری................ دوسری قوم کے لئے جگہ خالی کر دینی پڑی۔''

(اضافہ متن ۱۶۴۔۱۶۷)

* ''ہر وہ انسان جو اپنی خودی................ نئی راہیں نکالتی ہے۔''

(اضافہ متن ص ۱۷۴۔۱۷۶)

* ''کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ................ جس سے تاریخ عبادت ہے۔''

(اضافہ متن ص ۱۸۱)

* ''اقبال نے جاوید نامہ میں اس سے................ کہ یزداں را دل از تاثیر او پرخوں شود روزے۔''

(اضافہ متن ص ۱۸۵۔۱۸۶)

* ''اقبال کے نزدیک................ کائنات سے بلند ہے'' تا

برتر از گردوں مقام آدمی است
اصل تہذیب احترام آدمی است

(اضافہ متن ص ۱۸۷)

* ''فطرت کے حوادث وتفردات .... جو اسلامی روح کے منافی ہے۔''

(اضافہ متن ص ۱۹۸-۲۰۰)

* ''اپنی نظم 'قلندر کی پہچان' ....شمع ہدایت بنے گا۔''

(اضافہ متن ص ۲۰۷-۲۰۹)

* ''حقیقت میں فرد اور جماعت ....اور حامل بن جاتی ہے۔''

(اضافہ متن ص ۲۲۰-۲۲۴)

* ''قوموں کے زوال ....نہ کسی دوسرے پر۔''

(اضافہ متن ص ۲۳۳-۲۳۵)

* ''جدید تمدن کا یہ ایک ....جس سے نکلنا ممکن نہیں۔''

(اضافہ متن ص ۲۶۷-۲۶۹)

* ''اقبال نے ہندوستان ....جس سے فطرت محروم ہے۔''

(اضافہ وتبدیلی ص ۳۰۱-۳۰۴)

* ''پھر یہ بات ....اس کے موافق ہے۔''

(اضافہ متن ص ۳۰۵)

* ''کوئی انسانی ادارہ..................قومی رجحان موجود ہے۔''

(اضافہ متن ص ۳۰۶-۳۰۸)

* ''اشتراکیت کی ایک قسم کا..................احوال کے مطابق طے کر سکتا ہے۔''

(اضافہ متن ص ۳۲۸-۳۳۲)

* ''خارجی عالم کے خواص فی نفسہٖ..................مولانا روم فرماتے ہیں۔'' تا

قالب از ما ہست شد نے ما ازو
بادہ از ما مست شد نے ما ازو

(اضافہ متن ص ۳۵۶)

* ''اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ذات..................خودی کا جوہر ہے۔''

(اضافہ متن ص ۳۷۱-۳۷۳)

* ''انسان اگر اپنے نفس............تا............کہ خاک زندہ ام در انقلابم

(اضافہ ص ۴۰۵-۴۰۶)

* ''معراج کے سلسلے میں اقبال..................وسعت اور گہرائی ہے۔''

(اضافہ ص ۴۵۴-۴۵۵)

* ’’کلاسیکی اور نو افلاطونی عقیدے..................تردید ہوتی ہے۔‘‘

(اضافہ ص ۴۷۲-۴۷۳)

محذوفات:

وہ متن جو دوسرے ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۴۴ء میں موجود ہے اور ۱۹۹۶ء والے ایڈیشن میں شامل نہیں کیا گیا، حسب ذیل ہے:

۱۔ زمانہ ہیچ نداند حقیقت اوارا، جنوں قباست کہ موزوں بہ قامت خرداست تا

خرد جب ذوق جنوں / عشق سے آشنا ہو جائے.......... سے پہلے یہ کلام حذف کر دیا گیا۔(ص ۶۷)

۲۔ Romanticism[1] Symbolism[2] (رومانیت اور رمزیت کے حواشی حذف کر دیئے گئے۔)

(ص ۷۰)

۳۔

حرف با اہل زمیں رندانہ گفت
حور و جنت را بت و بت خانہ گفت
شعلہ ہا در موج دودش دیدہ ام
کبریا اندر سجودش دیدہ ام

(دوسرا شعر حذف ص ۷۲)

۴۔ اور اس کا زندگی سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔’’ہمارا ادب میں غزل کا مروجہ طریق اسی نوعیت کا ہے۔‘‘(یہ لائن حذف ہے ص ۸۷)

۵۔ ’’چنانچہ‘‘ کو یہی وجہ ہے کہ بلبل اور قمری کی.................. سے پہلے حذف کر دیا گیا۔(ص ۳۶)

۶۔ ’’اکثریت کا فیصلہ.................اس کے موافق ہے۔‘‘ کے درمیان یہ الفاظ حذف ہیں:

’’انسانیت کے تمام اہم فیصلوں کو جو زندگی کی رخ کو بدلنے والے ہوں۔محض تعداد کے تابع کر دینا انسانیت کے لئے باعث ننگ ہے‘‘(ص ۳۰۵)

۷۔ ’’نفس بہ نسبت جسم کے وطن.............. سے پہلے لفظ ’روح‘ حذف ہے۔‘‘(ص ۴۶۴)

لفظی تبدیلیاں:

۱۔ بعض صناعوں میں یہ موضوعی اور بعض فنکاروں میں یہ اندرونی معروضی دونوں طریقے پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔خارجی دونوں محرک پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔(ص ۸۷)

۲۔ پردہ تقدیر، تقدیر کے پردے۔(ص ۱۰۸)
۳۔ تشبہات، تشبیہیں (ص ۱۱۵)
۴۔ مظہر قوت، جوش حیات (ص ۱۳۵)
۵۔ ذریعہ، ذریعے (ص ۱۵۲)
۶۔ بعضوں، بعض (ص ۱۵۳)
۷۔ تاریخ استقراء، تاریخی استقراء (ص ۱۹۳)
۸۔ تصورات، تصور (ص ۲۰۵)
۹۔ جلوہ، جلوے (ص ۲۰۹)
۱۰۔ خطرہ، خطرے (ص ۳۰۵)
۱۱۔ ماد، مادے (ص ۳۵۷)
۱۲۔ مشخصہ، مشخص (ص ۳۸۶)
۱۳۔ عقیدہ توحید، توحید کے عقیدے (ص ۳۹۸)
۱۴۔ نقطہ-عقیدہ توحید کی بدولت، نکتہ، توحید کے عقیدے سے (ص ۴۰۰)
۱۵۔ زمانہ، زمانے (ص ۴۰۳)
۱۶۔ زمان، زماں (ص ۴۳۵)
۱۷۔ نغمہ ملایک، جاوید نامہ (ص ۴۳۵)

روح اقبال کے ایڈیشن ۱۹۶۲ء اور ایڈیشن ۱۹۹۶ء کا موازنہ

روح اقبال کے پاکستان سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہونے والے طبع ششم کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں مصنف یوسف حسین خان نے بہت کم اور معمولی لفظی تبدیلیاں کی ہیں۔اسی وجہ سے عام طور پر سرسری جائزہ میں عنوانات اور دیگر مواد کے جائزہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ شاید طبع پنجم مطبوعہ ہندوستان اور طبع ششم پاکستان دونوں ایڈیشنز میں کوئی فرق نہیں اور یہ بھی گمان کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں شائع ہونے والا روح اقبال کا ۱۹۹۶ء کا ایڈیشن شاید ہندوستان میں ۱۹۶۲ء میں شائع ہونے والے ایڈیشن کی ہی کاپی ہے۔ چناں چہ بغائر مطالعہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ یوسف حسین خان نے طبع ششم میں معمولی لفظی تبدیلیاں ضرور کی ہیں کہیں کہیں کچھ جملے حذف بھی کیے ہیں۔اس حوالے سے یوسف حسین خاں خود طبع ششم کے دیباچہ میں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں:

''میں نے اس ایڈیشن پر پھر ایک نظر ڈالی ہے اور بعض جگہ معمولی لفظی تبدیلی کی ہے۔'' (۱۰)

اسی تناظر میں دونوں ایڈیشنز کا جائزہ لیتے ہوئے طبع ششم ۱۹۹۶ء کی روح اقبال کو بنیاد بنایا گیا ہے ۔سب سے پہلے جو تبدیلی طبع ششم میں کی گئی وہ طبع پنجم میں دیباچہ کے بعد علامہ اقبال کی تصویر ہے جس کے نیچے دائیں جانب پیدائش ۱۸۷۵ء، درمیان میں ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اور بائیں جانب وفات ۱۹۳۸ء درج ہے، کو طبع ششم میں شامل نہیں کیا گیا۔لفظی تبدیلیاں جو طبع ششم میں کی گئیں وہ حسب ذیل ہیں:

لفظی تبدیلیاں

طبع پنجم ۱۹۶۲ء	طبع ششم ۱۹۹۶ء
آرٹ (ص ۱۱)	آرٹ (ص ۱۳)
انھیں (ص ۱۲)	انہی (ص ۱۴)
میخانہ (ص ۱۵)	مے خانہ (ص ۱۸)
بایست (ص ۱۹)	بائیست (ص ۲۱)
خارجی حقیقت (ص ۲۲)	خارجی شکل (ص ۲۷)
پتا (ص ۲۴)	پتہ (ص ۳۰)
دیگرے (ص ۲۴)	دیگزے (ص ۳۲)
تشبیہوں سے (ص ۲۸)	تشبیہوں میں (ص ۳۲)
شاعر کیا کہہ گیا (ص ۳۵)	شاعر کہہ کیا گیا (ص ۴۲)
تارنگہ (ص ۳۸)	تارنگاہ (ص ۴۶)
راہے است (ص ۳۸)	راہے ست (ص ۴۶)
نگاہے است (ص ۳۸)	نگاہے ست (ص ۴۶)
جنھیں (ص ۳۸)	جنہیں (ص ۴۶)
در دل خاک (ص ۳۹)	تا دل خاک (ص ۴۶)
مکالمے (ص ۴۱)	مقالے (ص ۴۹)
لامتناہی (ص ۵۹)	لامتناعی (ص ۷۱)
سخن نگفتہ (ص ۷۱)	سخن ناگفتہ (ص ۸۵)
ذہنی رجحانات (ص ۷۲)	مذہبی رجحانات (ص ۸۶)

کریکڑ (ص۷۳)	کریکٹر (ص۸۷)
جہان آب وگل (ص۸۶)	جہان رنگ و بو (ص۱۰۶)
مکالمہ (ص۱۲۵)	مقالمہ (ص۱۴۸)
انھیں (ص۱۲۷)	انہی (ص۱۵۰
حکماء (ص۱۳۷)	حکما (ص۱۶۰)
کار جہاں (ص۱۳۸)	کارزمیں ص۱۶۲
تحقیق ذات (ص۱۴۰)	عرفان ذات (ص۱۶۴)
ادنی درجے (ص۱۴۶)	ادنی درجہ (ص۱۷۱)
بات کہلوائی (ص۱۴۹)	بات کہی (ص۱۷۴)
سنگ راہ بنتا ہے (ص۱۵۱)	سنگ راہ ہو جاتا ہے (ص۱۷۶)
ہنگامہ زائیوں (ص۱۵۱)	ہنگامہ زایوں (ص۱۷۶)
تصرف کر سکتا ہے (ص۱۵۸)	تصور کر سکتا ہے (ص۱۸۴)
اگہ کند (ص۱۶۷)	آگاہ کند (ص۱۹۴)
حصے دار (ص۱۷۱)	حصہ دار (ص۲۰۳)
ناز بر ملک (ص۱۸۰)	ناز بر فلک (ص۲۰۵)
رائگاں (ص۱۸۲)	رایگاں (ص۲۰۷)
انھیں (ص۲۲۵)	انہیں (ص۲۵۸)
موقع (ص۲۳۴)	موقعے (ص۲۶۷)
نگہ (ص۲۴۶)	نگاہ (ص۲۸۲)
چھے (ص۲۶۲)	چھ (ص۹۳۰۰
عاید (ص۲۹۳)	عائد (ص۳۵۷)
دائمی سیلان وتغیر (ص۳۱۹)	دائمی میلان وتغیر (ص۳۶۱)
ظہور فرماتا ہے (ص۳۲۳)	ظہور فرماتی ہے (ص۳۶۵)
نہ بنی (ص۳۳۷)	بہ بنی (ص۳۸۰)
آغوش دریاست (ص۳۴۳)	آغوش دریاست (ص۱۸۶)
عاید (ص۳۶۰)	عائد ص۴۰۶

نگہہ (ص۴۰۰)　　　نگاہ (ص۴۵۱)

محذوفات:

یہ عبارات طبع پنجم ۱۹۶۲ء کے ایڈیشن میں موجود ہیں لیکن ۱۹۹۶ء کے چھٹے ایڈیشن میں انہیں حذف کر دیا گیا:

* اس نے گرفتار کرنے کے لیے قفس بنائے۔(ص۴۱)
* اور پھر ان اشکال کو موزوں طور پر ظاہر کرتی ہے۔آرٹ کی تخلیق اسی عمل سے عبارت ہے۔(ص۵۴)
* کے اعمال سے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان سے علم و بصیرت کے علاوہ عبرت بھی حاصل ہوتی ہے۔(ص۱۶۶)
* جو ان کی اجتماعی وحدت کے دوش بدوش نظر آتا ہے۔تجربوں کی اخلاقی تنظیم میں جو تنوع پیدا ہوتا ہے۔(ص۱۹۴)
* کتابت احمد علی بھوپالی، جنوری ۱۹۶۲ء۔(آخری صفحہ طبع پنجم)

روح اقبال کے صدی ایڈیشن ۱۹۷۶ء اور ایڈیشن ۱۹۹۶ء کا تقابلی جائزہ

اس سے پیشتر ہم نے ۱۹۴۴ء اور ۱۹۹۶ء میں شائع ہونے والے ایڈیشنز کا جائزہ لیا۔اب ہم روح اقبال کے ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن اور ۱۹۷۶ء کے ایڈیشن کا جائزہ لیں گے۔اس میں بھی بنیاد ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن کو بنایا جائے گا۔اور صدی ایڈیشن میں ہونے والے اضافوں اور ترامیم کے ساتھ ساتھ حذف شدہ کلام کی نشاندہی کی جائے گی۔

اضافے:

صدی ایڈیشن میں لفظ آرٹ کی جگہ ''فن'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

* روح اقبال کے صدی ایڈیشن میں صفحہ نمبر ۷ میں دیباچہ میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے:

''ان کی تہہ میں اقبال کا مخصوص تصور حیات ہے .... جو اسے دل و جان سے زیادہ عزیز تھے'' (ص۷ صدی ایڈیشن)

دیباچہ کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے:

اقبال کی صد سالہ تقریب آئندہ سال ہندوستان اور پاکستان میں بڑے پیمانے پر منائی جائے گی۔اس کے پیش نظر ساتویں ایڈیشن کا نام صدی ایڈیشن رکھا گیا ہے۔اقبال کی صد سالہ تقریبات کے موقع

پر یہ مصنف روح اقبال کی جانب سے نذرانہ عقیدت ہے۔(ص۸)

* صفحہ نمبر۱۰ میں بھی لائن نمبر ۸ میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے:
* ''تا کہ فکر و وجدان کے جو دھارے.................احساس کی رسائی ہو سکے۔''(ص۱۰)
* ''اقبال نے اپنے مکتوب بنام سید سلیمان ندوی.................اپنی پیاس بجھائے۔''تا

بصدائے دردمندے بنوائے دلپذیرے
خم زندگی کشادم بجہان تشنہ میرے

(ص۱۲-۱۳)

* ''اقبال نے جس کو وسیع معنی میں............زندگی کا آئینہ دار ہو۔''(ص۱۶)
* ''اقبال کا یہ دعویٰ ہے کہ............لطف و مسرت حاصل کرتا رہے گا۔''(ص۱۸-۱۲)
* ''دوسری جگہ کہتے ہیں:

میری نوا سے گریبان لالہ چاک ہوا
نسیم صبح چمن کی تلاش میں ہے ابھی''

(ص۲۵)

* ''اس طرح احساس و تاثر کی دنیا............کی شکل میں ظاہر کرتا ہے۔''(ص۲۶)
* ''شاعر کے لیے اس کا شعر حرف تمنا ہے۔تا

فلسفہ و شعر کی حقیقت ہے کیا
حرف تمنا جسے کہہ نہ سکیں روبرو''

(ص۲۶)

* ''پھر کہتا ہے کہ میری آتش نوائی نے مجھے پھونک ڈالا۔تا

ابر رحمت تھا کہ تھی عشق کی تجلی یا رب
جل گئی مزرع ہستی تو اگا دانہ دل''

(ص۳۰)

* ''داخلی جذبہ کے بغیر............جوش بیان پیدا ہو سکتا ہے''(ص۳۱)
* ''اقبال کی شاعری میں جذبہ و وجدان..........تمدن کا قیام ممکن ہو۔''(ص۳۱)
* ''جس کے تصور میں بھی اقبال..........جو خیر و شر پر محیط ہے۔''(ص۳۲)
* ''فن کار کا حسن کا تجربہ...........زیادہ اہمیت دیتا ہے۔''(ص۳۵-۳۸)

* ''میں نے جب تک اس پر............رکاوٹ تھیں دور ہ گئیں۔'' (ص۴۸۔۴۹)
* ''اس میں مجاز اور حقیقت............سب شامل ہیں۔'' (ص۵۲۔۵۱)
* ''اقبال عقل اور عشق............بلند تر صورت ہے۔'' (ص۵۶)
* ''آرزومندی بھی ذہین............زندگی کے شیون ہیں۔'' (ص۵۸)
* ''انسانی زندگی کو تجزیہ تکمیل............پتا نہیں چلے گا۔'' (ص۵۹)
* ''اقبال کے نزدیک انسانی عمل کی سعادت............فن کی عظمت پوشیدہ ہے۔'' (ص۶۲)
* ''اس میں ڈرامائی عناصر نے انداز بیاں کے لطف کو دوبالا کر دیا۔'' (ص۶۳)
* ''اقبال انسان کی آزادی کا علمبردار ہے............تا

یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی
ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا''

(ص۷۵)

* ''تعقل اور جذبہ مل کر............اس کے کلام میں ملتا ہے۔'' (ص۷۸۔۷۷)
* ''عظیم فنکار............تا

غزل آں گو کہ فطرت ساز خود راپردہ گرداند
چہ آید زاں غزل خوانے کہ بافطرت ہم آہنگ است

(ص۷۹)

* ''پیام مشرق میں ایک نظم............تا

شوق اگر زندہ جاوید نباشد عجب است
کہ حدیث تو دریں یک نفس نتواں گفت''

(ص۸۲۔۸۰)

* ''اس سے نہ ہماری مسرت میں اضافہ ہوتا ہے نہ ہماری بصیرت میں۔'' (ص۸۳)
* ''ایسا لگتا ہے کہ زندگی............ترقی نہیں دے سکتا۔'' (ص۸۹۔۹۰)
* ''وہ کائنات کی حقیقت............وجدان سے پرکھتا ہے۔'' (ص۱۱۳)
* ''ایک اور مسلسل نظم نما غزل............مریضانہ افسردگی کہیں نہیں۔'' (ص۱۱۸۔۱۲۰)
* ''ترکیبوں میں ''سر نہاں خانہ تقدیر'' اور ''لذت تخلیق'' کا اضافہ۔'' (ص۱۲۷)
* ''عشق کی فریاد کی تاثیر............تا

ایسا جنوں بھی دیکھا ہے میں نے
جس نے سیے ہیں تقدیر کے چاک''

(ص۱۲۸)

* ''یہ خودداری بھی ہے............اقبال کا خیال ہے۔'' (ص۱۳۰)
* ''خودی فطرت اور ماورائے فطرت............ایک قسم کی بغاوت ہے۔'' (ص۱۳۱۔۱۳۹)
* ''خودشناسی کی راہ............تا

نظر بخویش چناں بستہ ام کہ جلوۂ حقیقت
جہاں گرفت و مرا فرصتِ تماشا نیست''

(ص۱۴۱)

* ''کیونکہ کسی میں بھی............تیار معلوم نہیں ہوتا۔'' (ص۱۴۲)
* ''عمرانی کلیت عہد برآہ............نہیں ہوسکتی۔'' (ص۱۴۵)
* ''مقاصد آفرینی کی ہیڈنگ میں خودی کے عنوان کا آخری حصہ درج ہے۔'' (ص۱۴۹۔۱۵۰)
* ''اقبال نے حرکی تصوریت............بہت دشوار تھا۔'' (ص۱۵۴۔۱۵۹)
* ''اگر تصوف کے اسرار و رموز............کوئی مصرف نہیں۔'' (ص۱۶۶)
* ''اقبال کا تصوف مروجہ تصوف سے الگ............سراہا ہے۔ تا مولانا رومی کے اشعار تک۔''
(ص۱۷۰۔۱۷۱)
* ''پلاٹینس'' کے ساتھ اضافہ نوافلاطونی فلسفے کے بانی۔'' (ص۱۷۲)
* ''وہ خدا کی صفت............زندگی کی رونق ہے۔'' (ص۱۸۸)
* ''دوسری جگہ کہتے ہیں............تا

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید
معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید''

(ص۱۸۸۔۱۸۹)

* ''ان کی شراب بھی مانگے تانگے............روشنی دے سکتا ہے۔'' (ص۱۹۳)
* ''خود اپنی ذات سے جو............تا

زخاک خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست
تجلی دگرے درخور تقاضا نیست''

(ص۱۹۴-۱۹۳)

* ''اجتماعی زندگی کو متحرک رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ............تا

سرگزشت او گر از یادش رود
باز اندر نیستی گم می شود''

(ص۱۹۹)

* ''اقبال کا خیال تھا کہ............تا

سفر زندگی کے لیے برگ و ساز سفر ہے حقیقت، حضر ہے مجاز''

(ص۲۰۳-۲۰۲)

* ''آنحضرت کی ذات............اعتماد کرنا چاہیے۔'' (ص۲۱۵-۲۰۷)

* ''زبور عجم میں ایک جگہ کہا ہے کہ............تا

زمین و آسماں را برمراد خویش می خواہد
غبار راہ با تقدیر یزداں داوری کردہ''

(ص۲۱۵)

* ''دراصل اقبال کا انسان............رونق ہوگی۔'' (ص۲۱۸-۲۱۷)

* ''اس شعر میں بھی انسان کامل کی طرف اشارہ ہے:

آیہ کائنات کا معنی دریاب تو
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو''

(ص۲۱۸)

* ''اقبال کے نزدیک مغربی تہذیب............تا

عقل اندر حکم دل یزدانی است
چوں ز دل آزاد شد، شیطانی است''

(ص۲۶۳)

* ''اور خاص حالات میں انسانی فطرت کے مطالبوں کو پورا کرتے ہیں۔'' (ص۲۷۳)

* ''سیاسی زندگی میں انسانی فطرت..................نگہداشت ممکن نہیں تھی۔''

* ''گذشتہ پچیس سالوں میں..................قبل از وقت ہے۔'' (ص۲۹۵)

* ''یہ تشبیہ ان دریاؤں سے لی گئی ہے جو ریگستان ہی میں بہہ کر ختم ہو جاتے ہیں۔'' (ص۲۹۶)

* ''موجودہ جمہوریت میں فرد..................دولت موجود ہے۔'' (ص۲۹۷)

* ''اقبال نے دنیاوی سیکولر جمہوریت کے خلاف سخت تنقید کی ہے.................تا (ص ۳۰۱)
* ''اسلام کی ابتدائی تاریخ میں.................خلل پیدا ہو گیا۔'' (ص ۳۱۷-ص ۳۱۹)
* ''اقبال اشتراکیت کے بعض اصول.................یہ واضح نہیں۔'' (ص ۳۲۱-ص ۳۲۳)
* ''انسانی تاریخ کی بقا...........تا...........من ہما.................لالہ از تست ونم ابر بہاری از تست''
(ص ۳۲۹)
* ''دوسری جگہ کہتے ہیں کہ انسان خدا کا راز ہے اور عالم اس کا ظہور ہے۔'' (ص ۳۴۲)
* ''فطرت کا عمل انسانوں سے بے پرواہ ہے.................تا فارسی کے دو اشعار'' (ص ۳۴۶)
* ''یونان کے.................راستہ صاف کر دیا۔'' (ص ۳۷۶)
* ''اقبال کا خیال ہے کہ قرآن.................بابا فغانی شیرازی نے بھی اس مضمون کو بڑے لطیف انداز میں بیان کیا ہے۔'' (ص ۳۸۸-۳۸۷)
* ''اقبال کے مرشد مولانا روم.................وہ نقد جان کہتے ہیں۔ تاہم طلب از.................''
(ص ۴۰۸-۴۰۲)
* ''انسان کامل کا تصور ایک.................جنت بن جائے گی۔'' (ص ۴۱۱)
* ''اقبال نے ایک دوسری جگہ ان مطالب کو اس طرح بیان کیا ہے.................تا فارسی اشعار۔''
(ص ۴۴۴-۴۴۲)
* ''دوسری جگہ کہا ہے:

ہے ازل کے نسخہ دیرینہ کی تمہید عشق
عقل انسانی ہے فانی زندہ جاوید ہے عشق''

(ص ۴۵۳)
* ''قرآن کریم میں ہے کہ جب نفس مطمئنہ جنت.................اسلامی تصوف و احسان کا مقصود و منتہا یہی ہے۔'' (ص ۴۵۷)
* ''عشق اور موت کے مقامات.................تا

کھول کے بیاں کروں مقام مرگ و عشق
عشق ہے مرگ باشرف، مرگ حیات بے شرف''

(ص ۴۶۱)
* ''اس لیے کہ اس کی حقیقت مادے اور.................روح سرمدی ہے۔ تا

ہے ازل کے نسخہ دیرینہ کی تمہید عشق
عقل انسانی ہے فانی زندہ جاوید ہے عشق''

(ص ۴۶۲)

لفظی تبدیلیاں

	صدی ایڈیشن ۱۹۷۶ء		ایڈیشن ۱۹۹۶ء	
۱۔	اعلا ادب	ص۸	ادب عالیہ	ص۱۰
۲۔	قایم	ص۱۴	قائم	ص۱۳
۳۔	اعلا	ص۱۶	اعلی	ص۲۱
۴۔	علاحدہ	ص۱۶	علیحدہ	ص۱۴
۵۔	تصنع	ص۲۱	مصنوعی	ص۲۵
۶۔	واقع	ص۳۱	واقعہ	ص۳۶
۷۔	ادنا	ص۳۱	ادنی	ص۳۶
۸۔	ذات الوہیت	ص۱۲۱	ذات باری	ص۱۳۱
۹۔	پایمال	ص۱۲۴	پائمال	ص۱۳۷
۱۰۔	تقوا	ص۳۳۱	تقوی	ص۳۳۷
۱۱۔	توجیہہ	ص۳۵۳	توجہ	ص۳۵۸
۱۲۔	زکات	ص۳۱۷	زکوۃ	ص۳۲۵

ترمیم عبارات

	صدی ایڈیشن ۱۹۷۶ء		ایڈیشن ۱۹۹۶ء
۱	اقبال کا آرٹ دلوں کو لبھانے میں پوشیدہ ہے۔ص۹	۱	اقبال کا آرٹ دلوں کو لبھانے کے طلسم میں پوشیدہ ہے۔ ص۱۳
۲	اقبال کی زندگی میں ہمیں مشرق و مغرب کے علم و حکمت کا امتزاج ملتا ہے۔ص۱۰	۲	اقبال کی زندگی میں مشرق و مغرب کے علم کے دھارے آ کر مل گئے۔ص۱۴

۳	اس کی عالمگیر محبت غیر محدود حسن کی جستجو میں سرگرداں رہتی ہے۔ص۱۷	۳	اس کی عالمگیر محبت غیر محدود حسن کی جستجو میں اپنے آپ کو ضم کر دیتی ہے۔ص۲۲
۴	تخیل کی ہر تخلیق کے عناصر احساس و ادراک سے مستعار لیے جاتے ہیں۔ص۲۳	۴	تخیل کی جس قدر تخلیق ہوتی ہے ان کے عناصر احساس ادراک سے مستعار لیے جاتے ہیں۔ص۲۷
۵	یہ سب کچھ تخیل کا کرشمہ ہے جو بھولی بسری یادوں کو ہمارے ذہن میں نئے صورت عطا کرتا ہے	۵	یہ سب کچھ تخیل کا کرشمہ ہے جو بھولی بسری یادوں کو ہمارے ذہن میں نئی اہمیت عطا کرتا ہے۔ص۲۷
۶	اس میں امتزاج وترکیب کی ذہنی صلاحیت بدرجہ اتم ہوتی ہے۔ص۲۵	۶	اس میں امتزاج و تراکیب کی ذہنی صلاحیت بدرجہ اتم ہونی چاہیے۔ص۳۵
۷	شاعر اپنے شعر کے ذریعے جذبے کے اظہار کا آرزو مند ہوتا ہے جو شاعر جذبہ و احساس سے محروم ہے اس کی تخلیق لازمی طور پر مصنوعی، بےجان اور غیر حقیقی ہوگی۔ص۳۱	۷	آرٹسٹ اپنے آرٹ کے ذریعے زندگی کے اظہار کا آرزو مند ہوتا ہے جو آرٹسٹ زندگی سے دور ہو اس کی تخلیق لازمی طور پر مصنوعی، بےجان اور غیر حقیقی ہوگی۔ ص۳۵
۸	اب اگر اسلامی ملک اور دوسری ایشیائی قومیں اپنے علم و عمل کو زندگی کی ترقی کے لیے وقف کردیں۔ ص۲۴۶	۸	اب اگر مسلمان اپنے آپ کا اسلام کا سچا جانشین ثابت کریں۔ص۲۲۹
۹	اس تخلیقی امتزاج کے باعث انسانی خودی ذات باری سے قرب و اتصال حاصل کرتی ہے۔ص۳۵۴	۹	اس تخلیقی امتزاج کی بدولت انسان اپنی خودی کے ڈانڈے ذات باری تعالیٰ سے ملا دیتا ہے۔ص۳۶۰

محذوفات

وہ کلام جو ''روح اقبال'' کے ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں موجود ہے لیکن ۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن میں حذف کر دیا گیا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱	اس کی زندگی اور اس کے ذہن میں بلا کی وسعت تھی	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۵ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۱۳ پر موجود ہے۔
۲	آرٹ والا حصہ رسالہ اردو............رسالہ سیاست میں شائع ہوئے ہیں۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۷ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں دیباچہ میں موجود ہے۔
۳	یہ کام اس وقت ہو سکے گا............عرصے تک اپنے آپ کو مصروف رکھیں گے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۱۰ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۱۴ میں موجود ہے۔

۴	جسے وہ مردمومن کہتا ہے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے لائن ۱۴صفحہ ۱۰ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں لائن ۱۴صفحہ ۱۴ میں موجود ہے۔
۵	نقل نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۲۳ سے لائن نمبر ۱۱ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۲۷ میں لائن پر موجود ہے۔
۶	مدرکہ (حقیقت مدرکہ سے)	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۴۱ میں لائن ۱۹ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۴۲ میں لائن ۱۶ میں موجود ہے۔
۷	چہ می پرسی میان سینہ دل چیست خرد چوں سوز پیدا کرد دل شد دل از ذوق تپش دل بود لیکن چو یک دم از تپش افتاد گل شد	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۶۲ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۶۷ لائن نمبر ۸ میں موجود ہے۔
۸	جب انقلاب آئین دہر ہے تو ممکن ہے کہ ہماری بھی قسمت جاگے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۱۰۱ پر لائن ۱۷ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۱۰۹ میں موجود ہے۔
۹	اقبال تشبیہوں کا بادشاہ ہے اور تشبیہ حسن کلام کا زیور ہے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۱۰۶ پر پیراگراف دوم کے شروع سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں ۱۱۵ میں موجود ہے۔
۱۰	زور کلام اور اثر آفرینی کا اعلیٰ ترین نمونہ دیکھنا ہو تو............ بڑا کمال محاکات کا ہے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۱۰۸ پیراگراف اول کے شروع سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں ۱۱۷۔۱۱۸ میں موجود ہے۔
۱۱	واذقال ربك للملائكة .... من الكفرين	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۱۸۲ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۱۷۸ میں موجود ہے۔
۱۲	بھلا اس طور وہ کیسے عروج وترقی کا خواب دیکھ سکتے ہیں۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۱۹۳ پر لائن نمبر ۸ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۱۹۲ لائن نمبر ۲ میں موجود ہے۔

۱۳	حافظ کے اس شعر میں بھی............ بے پناہ تخلیقی استعداد ہے: گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بیں کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۲۱۹ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۲۰۸ میں موجود ہے۔
۱۴	ولن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلا	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۲۷۲ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۲۷۳ میں موجود ہے۔
۱۵	قرآن پاک کی متعدد آیات میں اسلامی نظریہ مملکت ....ان آیات شریفہ سے بخوبی واضح ہو گیا۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۲۷۲ پر لائن ۱۲ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۲۷۵-۲۷۳ میں موجود ہے۔
۱۶	چنانچہ وہ اس کی آمد کی توقع میں چلا اٹھتا ہے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۴۱۱ پر لائن ۲ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۴۲۰ میں موجود ہے۔
۱۷	جاوید نامہ میں اقبال نے فلک مشتری پر حلاج کی زبانی یہ کہلوایا............اسی لئے وہ صورت گر تقدیر ہے۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۴۱۱ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۴۲۱ میں موجود ہے۔
۱۸	اگر مرے ہوئے بول سکتے ....صلاحیتوں کے اظہار کے مواقع ملتے رہتے ہیں۔	۱۹۷۶ء کے صدی ایڈیشن کے صفحہ ۴۴۲ سے حذف کر دیا گیا جب کہ ۱۹۹۶ء کے ایڈیشن میں صفحہ ۴۵۹ میں موجود ہے۔

اس تمام موازنہ وتقابلی جائزہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں نے ہمیں اقبال فہمی کا ایک نیا راستہ دکھایا ہے۔انہوں نے کلام اقبال کی تنقیص کی بجائے تفسیر نہایت سادہ اور سلیس انداز میں کی ہے۔موثر اور دل نشین زبان و بیان میں بہتر سے بہترین توضیح کی کوشش کرتے ہوئے انہوں نے ہر ایڈیشن میں نہایت محنت اور باریک بینی سے نظر ثانی کی اور صدی ایڈیشن میں اقبال کی شاعری کی ہمہ جہت تعبیر کے لیے کثرت سے اضافے کیے تاکہ پیغام اقبال کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہو سکے۔ بلاشبہ روح اقبال اقبال شناسی، میں بہترین معاون ثابت ہوسکتی ہے اور یہ موازنہ وتقابلی جائزہ بھی اقبال کی فکر کے پس پردہ نئے زاویوں کی دریافت میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ رضی الدین صدیقی، روح اقبال، ادارہ اشاعت اردو، حیدرآباد دکن، ۱۹۴۲ء، ص۱۳۔

۲۔ صباح الدین عبدالرحمن، ''بزم رفتگاں''، یوسف حسین خاں ادیب و نقاد، ایک جائزہ، عالیہ خان، انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش، ۱۹۹۴ء، ص۳۵۔

۳۔ شورش کاشمیری، ''بزم رفتگاں''، یوسف حسین خاں ادیب و نقاد، ایک جائزہ، عالیہ خان، انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش، ۱۹۹۴ء، ص۲۵۶۔

۴۔ آل احمد سرور، نئے پرانے چراغ، مکتبہ جامع، دہلی، ۱۹۴۶ء، ص۲۶۲۔

۵۔ خلیفہ عبدالحکیم، فکر اقبال، طبع ہشتم، بزم اقبال، لاہور، نومبر ۲۰۰۵ء، ص۲۷۔

۶۔ عالیہ خاں، ڈاکٹر یوسف حسین خاں، ادیب و نقاد، ایک جائزہ، انجمن ترقی اردو، حیدرآباد دکن، ۱۹۹۴ء، ص۵۱۔

۷۔ پروفیسر احتشام حسین، روح اقبال ایک تبصرہ، رسالہ جامعہ، دہلی، ۱۹۴۰ء، ص۲۱۔

۸۔ آل احمد سرور، نئے پرانے چراغ، مکتبہ جامع، دہلی، ۱۹۴۶ء، ص۲۶۲۔

۹۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں، روح اقبال، صدی ایڈیشن (ساتواں ایڈیشن)، غالب اکیڈمی، صدی ایڈیشن، ص۸۔

۱۰۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں، روح اقبال، القمر انٹرپرائز ز، لاہور، ۱۹۹۶ء، ص۵۔